بچوں کے منتخب رسائل کے موضوعات کا تجزیاتی مطالعہ

Evolving Themes in Selected Children's Magazines
A Thematic Analysis

Sajida Sultana
Ph. D Scholar-Urdu Numl Islamabad
sajidapcwrwp@gmail.comm
Dr. Nazia Younas
Assistant Professor Urdu, Numl Islamabad
nyounis@numl.edu.pk

KEYWORDS

Atfaal
Resail
Baqa
Mustaqbil
Ustad
Eijadat
Mahol
Inadequate

DATES

Received	**21-10-2024**
Accepted	**22-11-2024**
Published	**31-12-2024**

QR CODE

ABSTRACT

The home environment and society play pivotal roles in shaping children's education and character. However, curricular and extracurricular materials also significantly contribute to their development. Notably, extracurricular materials, engaged with voluntarily, have a profound impact on young minds and hearts. Current children's literature faces a paradox. On one hand, the "digital native" is captivated by fantasy and scientific experiments, oscillating between traditional folklore and modern discoveries. On the other hand, the quantity and quality of literature tailored for children are alarmingly inadequate. This study conducts a thematic analysis of selected children's magazines ("Hamdard Nounihal", "Saathi", "Adab e atfaal") to explore how their themes have evolved over time. Grounded in Albert Bandura's Social Learning Theory and expert opinions on children's literature, this research employs the documentary method to examine whether these magazines address children's training needs and foster essential skills. In line with Yuval Noah Harari's emphasis on equipping children with a balanced education, encompassing social, moral, scientific, and entertainment topics, this study investigates how children's magazines can empower young learners to navigate the complexities of the 21th century and cultivate the art of living.

DOI:
http://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/116

تلخیص:

گھر کا ماحول اور معاشرہ بچوں کی تعلیم اور کردار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تاہم، نصابی اور غیر نصابی مواد بھی ان کی ترقی میں نمایاں طور پر حصہ ڈالتے ہیں۔ خاص طور پر، غیر نصابی مواد، جو رضاکارانہ طور پر شامل ہیں، نوجوانوں کے ذہنوں اور دلوں پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ موجودہ دور میں بچوں کے ادب کو مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک طرف، "ڈیجیٹل مقامی" روایتی لوک داستانوں اور جدید دریافتوں کے درمیان گھومتے ہوئے، فنتاسی اور سائنسی تجربات سے متاثر ہے۔ دوسری طرف، بچوں کے لیے تیار کردہ لٹریچر کی مقدار اور معیار خطرناک حد تک ناکافی ہے۔ یہ مطالعہ بچوں کے منتخب رسالوں ("ہمدرد نونہال"، "ساتھی"، "ادبِ اطفال") کا موضوعاتی تجزیہ کرتا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ وقت کے ساتھ ان کے موضوعات کیسے تیار ہوئے ہیں۔ البرٹ بانڈورا کے سوشل لرننگ تھیوری اور بچوں کے ادب پر ماہرین کی رائے پر مبنی، یہ تحقیق دستاویزی طریقہ کو استعمال کرتی ہے تاکہ اس بات کا جائزہ لیا جا سکے کہ آیا یہ رسالے بچوں کی تربیت کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور ضروری مہارتوں کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ آرٹیکل اس بات مطالعہ پیش کرتا ہے کہ بچوں کے رسالے کس طرح نوجوان سیکھنے والوں کو 21 ویں صدی کی پیچیدگیوں سے گزرنے اور زندگی گزارنے کے فن کو فروغ دینے کے لیے بااختیار بنا سکتے ہیں۔

بچے نسل انسانی کی بقا اور آدم کی قیمتی متاع۔ ہیں ان کی صحیح تربیت اور عمدہ پرورش روشن مستقبل کی ضامن ہے۔ درست تربیت و پرورش ہی کی بدولت کل کے بچے آج کے عظیم ڈیٹا سائنسدان، سافٹ ویئر انجینئر، مصنوعی ذہانت کے موجد، سائبر سیکیورٹی کے ماہرین، ڈیجیٹل کونٹینٹ کریئیٹر، سول انجینیئر، پائلٹ، سوشل میڈیا مینیجر، ماہر نفسیات، ڈاکٹرز اور استاد وغیرہ ہیں ان کی ایجادات اور دریافتوں نے دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔

دیکھا جائے تو ان ایجادات اور دریافتوں کے پیچھے سالہا سال کی تپسیا ہے جو والدین، اساتذہ اور ماحول کی مرہون منت ہے۔ جس نے کل کے ان بچوں کے آج کے مقام و مرتبے کا تعین کیا ہے۔ یوں تو بچوں کی تربیت میں بے شمار عوامل کار فرما ہوتے ہیں تاہم ان عناصر میں وہ مناسب و متوازن لٹریچر بھی شامل ہے جو ان کی عمر اور نفسیات کے مطابق انہیں مہیا کیا جاتا ہے۔ ان کی کردار سازی اور تشکیل تعمیر و سیرت میں نصابی اور غیر نصابی لوازمات کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ چونکہ غیر نصابی مواد بچے اپنے طبعی میلان اور خارجی دباؤ کے بغیر زیر مطالعہ لاتے ہیں لہذا یہ مواد ان کے قلب و اذہان پر نسبتاً خوشگوار اور دیرپا تاثر چھوڑتا ہے۔

بچے کس قسم کا ادب پڑھنا پسند کرتے ہیں یا ان کے لیے کیسا ادب ہونا چاہیے۔ اس سوال کا جواب آسان نہیں اس حوالے سے مشیر فاطمہ اپنی کتاب "بچوں کے ادب کی خصوصیات" میں لکھتی ہیں:

"وہی کتاب اچھی ہے جو فن کا حق ادا کرتی ہے جو بچے میں اپج پیدا کرتی ہے اور علم کا راستہ بناتی ہے جو پہلی نظر میں ہی اپنا اثر ڈالتی ہے۔ خوبصورت معلوم ہوتی ہے جو بچوں کی روح کو متحرک کرتی ہے جو آئندہ زندگی میں ہمیشہ کام آتی ہے۔"(1)

علمائے ادب کا کہنا ہے کہ بچہ زندگی کے ابتدائی سالوں میں جو کچھ سیکھتا ہے اس کے نقوش اس کی شخصیت پر ثبت ہو جاتے ہیں اور یہ نقوش اس قدر گہرے ہوتے ہیں کہ عمر کی آخری حد کو پہنچنے کے باوجود ماند نہیں پڑتے ماہر نفسیات فرائیڈ بھی اس بات سے متفق ہے کہ بچے کی زندگی کے ابتدائی چند سال اس کی شخصیت کو بنا اور بگاڑ سکتے ہیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے بہت سے مفکرین نے اپنے نظریات پیش کیے ہیں لیکن ان میں البرٹ بینڈورا کا سماجی تعلم کا نظریہ اہم ہے جسے اس نے 1977 میں پیش کیا۔ اس نظریے کی بنیاد یہ ہے کہ بچہ اپنے ماحول سے مشاہدے کے ذریعے سیکھتا ہے۔ اس نے Bobo doll نامی ایک تجربہ کیا۔ اپنی تحقیق کے بعد اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ بچے اپنے والدین، اساتذہ، بہن بھائیوں، ہم جماعت ساتھیوں، کارٹون کرداروں اور فکشن کرداروں کو دیکھ کر یا پڑھ کر ان جیسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان تمام کرداروں کو اس نے ماڈل کا نام دیا۔ بچے کو جو ماڈل خود سے samilar لگے وہ خاص طور پر اس کی حرکات و سکنات کو اپناتا ہے۔

دستیاب معلومات یہ بتاتی ہیں کہ منشی محبوب عالم کے "بچوں کا اخبار" سے قبل بچوں کے لیے درسی کتب تو لکھی گئیں لیکن باقاعدہ بچوں کے کسی رسالے کا اجراء نہیں ہوا تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی برصغیر پاک و ہند میں بچوں کے لیے لکھا جانے لگا۔ سب سے پہلے ہفت روزہ اخبارات کی اشاعت شروع ہوئی، پھر زمانے کے تغیر و تبدل کے ساتھ یہ ہفت روزہ اخبارات ماہناموں میں تبدیل ہو گئے اور کتابت و طباعت کے اعلیٰ معیار کے ساتھ چھپنے لگے۔

بیسویں صدی کے آغاز سے لے کر قیام پاکستان تک بچوں کے بے شمار رسائل شائع ہوئے جو ان کے ادبی ذوق کی آبیاری کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمی و تربیتی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے رہے۔ بچوں کے رسائل کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1:" بیسویں صدی کے آغاز سے لے کر قیام پاکستان تک

2: قیام پاکستان سے لے کر 2000 تک

3: اور 2000 سے لے کر 2020 تک"

پہلے دور کے قابل ذکر رسائل میں بچوں کا اخبار، پھول، سعید، غنچہ، پیام، تعلیم، شامل ہیں جبکہ دوسرے دور میں شائع ہونے والے اہم رسائل بھائی جان، ماہنامہ ساتھی، ماہنامہ ہمدرد نونہال، تعلیم و تربیت، آنکھ مچولی اور پیغام ڈائجسٹ ہیں۔ تیسرے دور کا جائزہ لیا جائے تو اس میں شائع ہونے والے چار رسائل ایسے ہیں جو اپنی انفرادیت اور مستقل مزاجی کی بدولت دہائیوں تک نونہالوں کے دلوں پر راج کرتے رہے ان کے نام ماہنامہ تعلیم و تربیت، ماہنامہ ہمدرد نونہال، ماہنامہ ساتھی، ماہنامہ آنکھ مچولی شامل ہیں جبکہ 2000 کے بعد شائع ہونے والے رسائل میں ایک بڑا نام ادبیات اطفال کا بھی ہے۔

ماہنامہ ہمدرد نونہال

حکیم محمد سعید نے جب ہمدرد فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی تو 'ہمدرد نونہال" کے نام سے بچوں کے لیے ایک رسالہ جاری کیا جو 1953 سے متواتر شائع ہو رہا ہے اور پاکستان کے اولین رسائل میں سے ایک ہے:

"یہ اردو کے چند بزرگ جرائد اطفال میں شامل ہے جو قریباً نصف صدی سے اردو ادب اطفال کی ہمہ جہت خدمت سر انجام دے رہا ہے"[3]

حکیم محمد سعید نے عوام کے اندر نہ صرف صحت وصفائی کے حوالے سے شعور اجاگر کرنے کی کوشش کی بلکہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی خصوصی توجہ دی۔ رسالے کے ابتدائی مدیران میں کرامت اللہ عثمانی، ثریا ہمدرد، فریدہ ہمدرد شامل ہیں۔ مسعود احمد برکاتی 1955 میں نونہال سے وابستہ ہوئے اور مئی 1958 میں مدیر بنے۔ 1980 میں مدیر اعلی اور 2017 اپنی وفات تک مسلسل اسی ادارے سے وابستہ رہے اور اپنے فرائض کو ذاتی دلچسپی سے بحسن وخوبی نبھاتے رہے۔ وہ پاکستان کے واحد مدیر ہیں جو ایک لمبا عرصہ ایک ہی رسالے کے ساتھ وابستہ رہے۔ ہمدرد نونہال کے اغراض ومقاصد کا ذکر کرتے ہوئے ایک انٹرویو میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا کہ ہمدرد نونہال کے حوالے سے ہم نے ہمیشہ یہ چاہا کہ یہ رسالہ زبان وبیان غرض ہر لحاظ سے معیاری ہو اس میں ایسا ادب پیش کیا جائے جو بچوں کی علمی اور اخلاقی تربیت میں معاون ثابت ہو۔

ہمدرد نونہال کے ابتدائی لکھاریوں میں اس دور کے تقریبا تمام ہی اہم لکھنے والے شامل ہیں۔ ہمدرد نونہال کے ابتدائی شماروں کے موضوعات پر نظر ڈالیں تو دینی، اسلامی، اخلاقی، معاشرتی تاریخی، جذبہء حب الوطنی، حکمت و دانائی، جانوروں کی کہانیاں، مافوق الفطرت اور مزاحیہ موضوعات پر مشتمل کہانیاں ملتی ہیں ان کے علاوہ مختلف ایجادات، نامور شخصیات، دوسرے ممالک کے رسم ورواج، صحت وصفائی اور آثار قدیمہ سے متعلق دلچسپ انداز میں لکھے گئے مضامین بھی ابتدائی شماروں کا حصہ ہیں۔ مختلف پھلوں اور جڑی بوٹیوں کے طبی اور غذائی فوائد، طب کے حوالے سے پوچھے گئے سوالوں کے جوابات، حتی کہ کھانا پکانے کی آسان اور مزید ار تراکیب بھی ہمیں ابتدا ہی سے ملتی ہیں، البتہ سائنس فکشن کی کمی نظر آتی ہے۔

لطائف کے سلسلے میں جہاں قارئین کے بھیجے گئے لطیفے شائع کیے جاتے تھے وہیں مشہور شخصیات سے متعلق لطائف (مرزا غالب کے لطیفے وغیرہ) بھی شائع کیے جاتے تھے۔ بچوں کی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ انہیں الفاظ سے زیادہ تصویریں پر کشش لگتی ہیں تصویری کہانیوں (کومکس) کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا جس کے آرٹسٹ سمیع تھے۔ بچوں کی دلچسپی کے پیش نظر مختلف سرگرمیاں بھی شروع کی گئیں جن میں جیتنے والے بچوں کو انعامات بھی دیے جاتے تھے انعامات پانے والے بچوں کو معیاری کتابوں کے تحائف بھیجے جاتے تھے جس کا مقصد کتب بینی کا فروغ تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ رسالے میں موضوعات کا دائرہ وسیع تر ہوتا گیا اور جدت آتی گئی۔ سسپنس سے بھرپور جاسوسی اور مہماتی کہانیاں، سائنس فکشن، غیر ملکی ادب سے تراجم اور سفر ناموں کو بھی رسالے کا حصہ بنایا گیا۔

حکیم محمد سعید شہید کے "جاگو جگاؤ" اور مسعود احمد برکاتی کے "پہلی بات" کے عنوان سے دلچسپ اور آسان انداز میں لکھے گئے اداریے بچوں اور بڑوں سب میں یکساں مقبول رہے۔ ان اداریوں میں اخلاقیات، عبادات، رسوم و رواج، تہذیب و ثقافت، طب، سائنس، غرض ہر موضوع پر قلم فرسائی کی گئی۔ حکیم محمد سعید شہید کی شہادت کے بعد بھی پچھلے شماروں سے "جاگو جگاؤ" کا انتخاب پیش کیا جاتا رہا ہے اور آج بھی یہ سلسلہ قائم ہے۔ "جاگو جگاؤ" سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے جس میں حکیم محمد سعید اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اگر برائی کو ختم کرنا ہے تو اس کی شروعات اپنی ذات سے کیجیے اپنا محاسبہ خود کیجیے:

> "لوگ دوسروں کی برائیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔۔۔ لیکن سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ رات کو جب سونے لگو تو لیٹ کر دماغ کو سب باتوں سے خالی کر کے دن بھر کے کاموں پر نظر ڈالو آج تم نے کیا کیا؟ کیا کام کیے؟ اور کیا دن بھر میں کوئی ایسا کام بھی کیا جو اپنی ذات کے بجائے دوسروں کی بھلائی کے لیے ہو.........یاد رکھو! تم پر اپنی ذات کے علاوہ دوسروں کا اور خاص طور پر پاکستان کا بھی حق ہے۔"(4)

بچوں کے رسائل میں مجموعی طور پر حصہ نثر پر زیادہ محنت کی جاتی ہے کیونکہ یہ حصہ دلچسپ اور پر تجسس کہانیوں کی بدولت بچوں میں زیادہ مقبول ہوتا ہے:

> "اردو ادب اطفال کی نثری اصناف میں کہانی فنی خوبیوں، متنوع موضوعات اور نوع بہ نوع تکنیکوں کے پیش نظر غالبا اہم ترین صنف ہے باعتبار مقدار بھی گزشتہ سو برس میں بچوں کے لیے جتنا نثری ادب پیش کیا گیا ہے اس کا بڑا حصہ کہانیوں پر مشتمل ہے۔"(5)

مذہبی و اخلاقی موضوعات بچوں کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ یہ انہیں اچھائی اور برائی کے درمیان فرق کرنے، صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنے اور ایک اچھا انسان بننے کی ترغیب دیتے ہیں ہمدرد نونہال میں ان موضوعات پر ان گنت کہانیاں شائع ہو چکی ہیں۔ سچائی کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور جھوٹ کے برے انجام کے حوالے سے کوثر چاند پوری نے "جھوٹا نجومی" کے عنوان سے تاریخ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ بغداد کے مشہور خلیفہ ہارون رشید کے پاس ایک نجومی حاضر ہوا اس نے کچھ ایسی پیش گوئیاں کیں جو سچ ثابت ہوئیں۔ بادشاہ اس کے علم سے بے حد متاثر ہوا۔ عقل مند وزیر نے نجومی کا پول کھولنے کے لیے ایک ترکیب سوچی اور اگلے دن نجومی کو محل میں بلالیا:

> "وزیر نے نجومی سے پوچھا کہ تم کب تک زندہ رہو گے۔ اس پر نجومی نے حساب کتاب لگا کر بتایا کہ وہ اگلے 30 سال مزید جیے گا اس پر وزیر نے جلاد کو اشارہ کیا جس نے ایک لمحے میں نجومی کی گردن اڑا دی۔ یوں وزیر نے نجومی کے جھوٹ کا پول کھول دیا اور کہا:
> "میرے آقا! آپ نے سنا۔ نجومی ابھی اپنی نسبت کہہ رہا تھا کہ میں 30 سال تک نہیں مروں گا ذرا دیکھیے اس کی لاش آپ کے سامنے پڑی ہے جب وہ اپنی زندگی کے بارے میں ٹھیک پیش گوئی نہیں کر سکا تو کسی اور کے بارے میں کیا کرے گا"۔(6)

مافوق الفطرت کہانیوں میں حیدر بخش حیدری کی "آرائش محفل "کا خلاصہ قسط وار شائع ہوتا رہا جو قارئین میں خاصا مقبول رہا۔ سید علی اسد اسے پیش کرتے رہے۔ داستان میں حاتم طائی، حسن بانو کے سات سوالوں کے جواب ڈھونڈنے کے لیے سر گرداں تھا:

"حاتم نے ایک بڑا سا بکس منگوا کر رکھ دیا اور اس سے کہا: بسم اللہ۔ جن اس میں اتر پڑا حاتم نے اس کے منہ پر ڈھکنا لگا کر مضبوطی سے بند کر دیا اور اسم اعظم پڑھنے لگا اس کی برکت سے ڈھکنا پہاڑ سا بھاری ہو گیا جن نے بڑا زور لگایا مگر نکل نہ سکا"۔ (7)

طنز و مزاح سے بھرپور کہانیاں بھی ہمدرد نونہال کا خاصا ہیں۔ نوشاد عادل کی "کمپیوٹریا" بھی ایسی ہی کہانی ہے:

"بیگم صاحبہ حسب معمول آرام فرما رہی تھیں آدھے بچے باہر تھے اور آدھے ماں سے پٹ پٹا کر گہری نیند سو چکے تھے پٹے بغیر ان کو نیند نہیں آتی تھی۔۔۔"(8)

حصہ نظم کی بات کی جائے تو بڑے بڑے شعرا ہمیں ہمدرد نونہال سے وابستہ نظر آتے ہیں جن میں انور شعور، تنویر پھول ،ضیاء الحسن ضیا، شاعر لکھنوی، پروفیسر آفاق صدیقی، حمایت علی شاعر، حامد اللہ افسر، حسن عابدی، قمر ہاشمی، عنایت علی خان، مہر وجدانی، فیض لدھیانوی، عاصمہ گل عصمی، رشید گوالیاری، عنبر چغتائی، نازش حیدری اور غلام محی الدین نمایاں رہے ہیں جو ہمدرد نونہال میں مستقل بنیادوں پر نظمیں لکھتے رہے ہیں۔(9)

کلاسک شعرا کی شاعری سے انتخاب بھی اکثر و بیشتر رسالے کی زینت بنتا رہا ہے۔ بچے شاعری میں بے حد دلچسپی لیتے ہیں اس کی ایک وجہ شاعری کی غنائیت اور ترنم ہے۔ ادب اطفال میں بچوں کے پسندیدہ تقریباً تمام موضوعات پر شاعری کی گئی ہے۔ معروف شاعر انور شعور کی یہ نظم دیکھیے:

مادر علمی

یہ گلشن پائندہ باد
یہ محفل رخشندہ باد
یہ شمع تابندہ باد
مادر علمی زندہ باد۔، مادر علمی زندہ باد

ماہنامہ ساتھی:

ماہنامہ ساتھی اگست 1977 کو کراچی سے شائع کیا گیا۔ آغاز میں اسے "پیامی" کا نام دیا گیا جسے مئی 1978 میں بدل کر ساتھی نام دے دیا گیا۔ ماہنامہ ساتھی کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کی ادارت، اشاعت اور فروخت میں سب سے بڑا کردار طلبہ کا ہے جو رسالے کی تمام تر ادارتی و انتظامی ذمہ داریاں سنبھالتے ہیں اور بلا معاوضہ کام کرتے ہیں، یہ رسالہ طلبہ تنظیم "اسلامی جمیعت طلبہ

"کراچی کی زیر سرپرستی شائع ہوتا ہے۔ابتدا میں صفحات 16 اور قیمت 20 پیسے تھی۔ماہنامہ ساتھی کے مدیر چونکہ زیر تعلیم طلبہ ہوتے ہیں لہذا جیسے ہی وہ فارغ التحصیل ہوتے ہیں اس عہدے سے سبکدوش ہو جاتے ہیں اور کوئی دوسرا طالب علم یہ ذمہ داری سنبھال لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اب تک 20 کے قریب مدیران مذکورہ رسالے میں اپنی خدمات سرانجام دے چکے ہیں جبکہ اکیسویں اس نشست پر براجمان ہیں۔

ماہنامہ ساتھی کے پہلے مدیر کلیم چغتائی تھے ابتدا میں نہ صرف سرورق یک رنگا تھا بلکہ تصویروں کے بغیر شائع ہوتا تھا تاہم جون 1982 میں رنگین صفحات میں شائع ہونے لگا۔ماہنامہ ساتھی کے لکھاریوں کی بات کی جائے تو ابتدا میں معروف ادیبوں کے نام نظر نہیں آتے مگر انہی لکھنے والوں کی ایسی ادبی تربیت ہوئی کہ آگے چل کر معروف ادیبوں میں شمار ہونے لگے اور ساتھی کے ساتھ ساتھ دوسرے رسائل میں لکھ کر شہرت کمائی۔ساتھی کے سال نامے کی روایت کے بارے میں لکھا ہے:

"ساتھی کے سال نامے کی روایت ستمبر 1979 سے شروع ہوئی"۔(10)

ساتھی کے خاص نمبر دو قسم کے ہیں:

"یہاں یہ بات یاد رہے کہ ساتھی میں خاص نمبر دو قسم کے شائع ہوتے ہیں ایک کسی خاص موضوع پر شائع کیا جاتا ہے جیسے "امتحان نمبر" "ابو نمبر" وغیرہ جبکہ سال نامہ کے نام سے جو خاص نمبر شائع کیا جاتا ہے وہ عمومی ہوتا ہے البتہ اس کی ضخامت خاص نمبر جیسی ہوتی ہے۔"(11)

ماہنامہ ساتھی بیک وقت دو زبانوں اردو اور سندھی میں شائع ہوتا ہے بچوں کے لیے مشاعروں کا انعقاد ہو یا ننھے قلم کاروں کی ادبی تربیت یہ رسالہ ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔

"اس کے ساتھ ساتھی کی کم و بیش جودہ ایوارڈ تقریبات منعقد ہو چکی ہی۔"(12)

ماہنامہ ساتھی کے موضوعات کا جائزہ لیا جائے تو دینی, مذہبی، اخلاقی، تاریخی کہانیاں، سائنس فکشن، معاشرتی اور مہماتی کہانیاں، مزاحیہ تحریریں، سلسلہ وار ناولز، جانوروں کی کہانیاں اور معلوماتی مضامین رسالے کا حصہ ہیں۔البتہ ماورائی کہانیوں کی طرف توجہ نہیں دی گئی اس کی وجہ شاید یہ سوچ رہی ہو کہ ان کہانیوں کی وجہ سے بچے بعض اوقات جنوں بھوتوں کے خواب دیکھنے لگتے ہیں۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان عناصر کو ادب اطفال سے مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ بچوں کے تخیل کو فروغ دینے کا ایک طاقتور ذریعہ ہیں اور اس کے بارے میں پڑھنے سے وہ نئی دنیاؤں، مخلوقات اور امکانات کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اس حوالے سے ڈاکٹر اسد ادیب لکھتے ہیں:

"وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ متخیلہ کا عمل حقیقت سے دوری پیدا کرتا ہے بچوں کی جبلت کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔بچوں کی جبلیات میں تحیر اور تساول کو نظر انداز کر کے بچوں کا بہتر ادب تخلیق نہیں کیا جاسکتا۔بچوں کے ذہنوں میں اسی تحیر سے سوالوں کو جنم ملتا اور طرح طرح کے خیالوں کی پرورش ہوتی ہے"(13)

سائنس کے حوالے سے بات کی جائے تو ماہنامہ ساتھی میں نہ صرف اس موضوع پر کہانیاں شائع کی جاتی ہیں بلکہ "سائنس نمبر" نکالنے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ جون 2010 میں سائنس نمبر شائع کیا گیا جس میں سائنس کے موضوع پر "جواب حاضر"، "منصوبہ"، "پروفیسر سائنسو کی اسپیشل کلاس"، "زمین سے حملہ"، "روبو پاک" کہانیاں شائع کی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سائنس پر شاعری اور معلوماتی مضامین بھی رسالے کا حصہ بنے۔ سلسلے وار ناولز بھی ماہنامہ ساتھی میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ہلکی پھلکی اور مزاحیہ تحریریں ساتھی کا خاصہ ہیں اور کافی بڑی تعداد میں ہر ماہ شامل اشاعت ہوتی ہیں ایسی ہی ایک ہلکی پھلکی سی مختصر تحریر "چھوٹ" جسے نائلہ صدیقی نے تحریر کیا تھا۔ گھر میں سب سے چھوٹے بہن بھائی کے شکوے شکایت کو بیان کرتی ہے جو سب کو پانی پلانے, گیٹ کھولنے اور فون سننے کی خدمت بجالانے پر عاجز آ چکے ہیں:

> "اونہہ! میرے کانوں میں سرسوں کا تیل پڑا رہتا ہے اور باقی گھر والوں نے تو اپنے کانوں میں سمینٹ کی بھرائی کی ہوئی ہے۔ مجال ہے جو کوئی گھنٹی کی آواز سن لے اور میرے کان تو گویا خاص سائنسی تیکنیک سے بنائے گئے ہیں جن میں گھنٹی سننے کی صلاحیت سب سے زیادہ ہے چاہے وہ دروازے کی ہو یا پھر ٹیلی فون کی"۔(14)

بڑے بہن بھائیوں کے ان کی تعلیم کے لیے کیے گئے ایثار اور ان کی غیر موجودگی میں بھی ان کی فکر اور محبت سے بالآخر وہ سمجھ جاتے ہیں کہ چھوٹے اور بڑے سب مل جل کر اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں تو ایک خوشحال گھرانہ بنتا ہے۔ اس کہانی سے بچے collaboration۔(باہمی تعاون)۔the four c's skill سیکھتے ہیں اور ان میں مل جل کر کام کرنے کی مہارت پیدا ہوتی ہے۔ غیر ملکی ادب سے تراجم بھی ماہنامہ ساتھی کی زینت بنتے رہے ہیں اس حوالے سے آگاتھا کرسٹی کا ناول The little Nigger کا اردو ترجمہ فاطمہ نور صدیقی نے کیا تھا جو قسط وار شائع ہوا اور نونہالوں میں خاصا مقبول ہوا۔

کشمیر کے موضوع پر ماہنامہ ساتھی میں کافی بڑی تعداد میں کہانیاں شائع کی جاتی ہیں، جن میں اپنے کشمیری بھائیوں سے اظہار یکجہتی اور دوسری طرف غاصب بھارتی فوج سے نفرت کا اظہار کیا گیا تھا۔ "زندہ باد پاکستان" (قلم آشنا) میں ایک ایسے بچے کی کہانی بیان کی گئی ہے جو پاکستان سے بے پناہ محبت کرتا ہے:

> "اسی تناظر میں جولائی 1992 میں ہمیں "آزادی کشمیر نمبر" کا اجراء بھی نظر آتا ہے جس میں کشمیر سے متعلق مضامین کہانیاں اور نظمیں شامل کی گئی تھیں"۔(15)

معاشرتی تحریریں جو کہ متفرق موضوعات پر مشتمل ہوتی ہیں تقریباً ہر ماہ ماہنامہ ساتھی میں شامل ہوتی ہیں۔ اسی طرح سفر نامے اور تصویری کہانیاں (کومکس) بھی شائع کی جاتی رہی ہیں۔ حصہ نظم کی بات کی جائے تو ابتدا میں یہ شعبہ نظر انداز رہا مگر آہستہ آہستہ جہاں باقی شعبوں میں بہتری آئی، وہیں شاعری کی پیشکش کو بھی بہتر کیا گیا۔ خاص طور پر 2000 کے بعد عنایت علی خان،

تنویر پھول، احمد حاطب صدیقی، شمیم فاطمہ ،ضیاء الحسن ضیا، عبد القادر، شام درانی، عشرت رحمانی اور ضیاء اللہ محسن کی نظموں نے اس کمی کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

کلاسک ادب میں علامہ اقبال کی نظمیں بھی اکثر و بیشتر رسالے کی زینت بنتی رہی ہیں۔ جون 2010 کے سائنس نمبر سے عنایت علی عنایت کی نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

سائنس کی دنیا

سائنس کے فروغ سے دنیا بدل گئی
پہلے تھی گھوڑا گاڑی تو اب ریل چل گئی

تھی آرزو کہ ہم بھی اڑیں آسمان پر
یہ آرزو ہوائی جہازوں میں ڈھل گئی

ٹیلی ویژن کراتا ہے سارے جہاں کی سیر
گھر بیٹھے یو کے جانے کی حسرت نکل گئی

سہ ماہی ادبیات اطفال:

سہ ماہی جریدہ "ادبیات اطفال" کی اشاعت کا آغاز اپریل 2017 کو اسلام آباد سے ہوا۔ اس جریدے کی خاص بات یہ ہے کہ یہ سرکاری سرپرستی میں شائع ہونے والا بچوں کا واحد ادبی جریدہ ہے۔ رسالے کے مدیر معروف شاعر اور ناول نگار اختر رضا سلیمی اور معاون مدیر مشہور شاعر اور بچوں کے ادیب ریاض عادل ہیں جبکہ مدیر اعلی اور نگران تبدیل ہوتے رہے ہیں مجلس مشاورت متن میں ادب اطفال کے تین بڑے نام ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر، احمد حاطب صدیقی، اور رضوانہ سید علی شامل ہیں۔ رسالے کی خوش قسمتی رہی کہ اسے ابتدا ہی سے بڑے بڑے قلم کار میسر آئے۔ ادبیات اطفال کا سائز عام رسائل سے قدرے بڑا 9.4×6.4 رہا جب کہ صفحات میں تبدیلی ہوتی رہی۔ ڈائمنڈ جوبلی نمبر میں یہ 204 سے 316 صفحات پر مشتمل تھا۔ ادبیات اطفال کا پہلا شمارہ 166 صفحات پر مشتمل تھا اور اس رسالے کی قیمت 100 روپے تھی۔ ادبیات اطفال رنگین اور پرکشش سرورق اور عمدہ اور معیاری کاغذ کے ساتھ شائع ہوتا رہا البتہ تصویری خاکے (کامکس) اور اسکیچز عنقا ہیں۔

ادبیات اطفال کے موضوعات کا جائزہ لیا جائے تو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی کہانیاں، اکا دکا مزاحیہ تحریریں، جانوروں اور پرندوں کی کہانیاں اور تھوڑے بہت شخصیات پر مشتمل مضامین رسالے کا حصہ ہیں۔ جبکہ سائنس فکشن، جاسوسی، مہماتی، تاریخی اور ماورائی کہانیوں کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے۔

ایک چیز جو رسالے کو باقی رسائل سے ممتاز کرتی ہے وہ دوسری زبانوں کی لوک کہانیوں کے تراجم اور غیر ملکی ادب کے تراجم ہیں گو اب "ماہنامہ ساتھی" اور "ہمدرد نونہال" میں بھی غیر ملکی ادب سے تراجم کا اہتمام کیا جارہا ہے لیکن ادبیات اطفال میں ایسی تحریریں کثرت سے شائع کی جاتی ہیں۔۔یوں تو کسی بھی چیز کی کثرت اچھی نہیں اگر غیر ملکی ادب کو بنا چھان پھٹک کیے من و عن شائع کر دیا جائے تو دونوں معاشروں اور مذاہب کا تضاد بچے کو پریشان کر سکتا ہے تاہم ادبیات اطفال میں شائع کیے جانے والے تراجم کو شائع کرتے وقت اس بات کا التزام کیا جاتا ہے کہ ان میں کوئی بات ایسی نہ ہو جس سے بچہ متضاد کیفیات کا شکار ہو جائے۔

کلاسک ادب سے زندہ تحریریں کے عنوان سے بہت سے کلاسک ادیبوں کی تخلیقات شائع ہو چکی ہیں۔ان میں سے کچھ نام یہ ہیں۔مولوی عبدالحق، سعادت حسن منٹو، بانو قدسیہ ،اشفاق احمد ،میرزا ادیب، الطاف فاطمہ ،شوکت تھانوی، سر شیخ عبدالقادر، حفیظ ہوشیارپوری، عشرت رحمانی وغیرہ۔

جذبہ حب الوطنی کو اجاگر کرتی ہوئی ڈاکٹر محمد افتخار کھوکر کی کہانی "دوستی یا دشمنی" ایک محب وطن پاکستانی کی کہانی ہے جو ذاتی مفاد پر ملکی مفاد کو ترجیح دیتا ہے۔معاشرتی طبقات کی تقسیم ایک ایسا موضوع ہے جس پر بے شمار کہانیاں لکھی گئی ہیں خاص طور پر ترقی پسند تحریک سے وابستہ مصنفین نے اس موضوع پر خوب لکھا۔ادبیات اطفال میں شائع ہونے والے ادب میں بھی اس موضوع کی فراوانی نظر آتی ہے۔

اختر عباس کی کہانی "کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں" کہنے کو تو بچوں کے لیے لکھی گئی ہے تاہم اسے پڑھ کر کہیں سے یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ بچوں کی کہانی ہے کیونکہ اس کے مکالموں میں چھپے معنی و مفہوم اور پیغام کو سمجھنا شاید بچوں کے لیے ممکن نہ ہو۔ کہانی اس دور کے پس منظر میں لکھی گئی ہے جب گھروں میں پختہ لیٹرینوں کا رواج نہیں تھا تو اکثر گھروں میں کام کرنے والی عیسائی عورتیں سر پر بٹھل دھرے گھروں کا فضلہ اکٹھا کر کے دور کھیتوں میں ڈال آتی تھیں جو کھاد کا کام دیتا تھا۔ نذیرے کی ماں بھی یہی کام کرتی تھی۔ عیسائی بستی کا وہ آٹھ سالہ بچہ جسے اپنی عمر کے آٹھویں سال میں بند جوتی اور کچھا پہننا نصیب ہوا:

> "وہ ہمیشہ لمبی سی قمیض پہنے رکھتا جو اس کے گھٹنوں کو چھوتی۔۔اسی کے دامن سے وہ ہاتھ صاف کرتا اور
> اسی کے بازؤں سے منہ۔۔۔اتنے برسوں میں اس کی صرف چند دالانوں یا صحنوں تک رسائی ہو سکی۔
> جہاں اس کی ماں کام کرتی تھی۔اسے نہیں یاد کہ کسی نے اس سے کلام کیا ہو یا رک کر نام اور حال پوچھا ہو
> وہ کسی گفتگو کے ذائقے ہی سے محروم تھا۔"(16)

ادبیات اطفال کی کچھ کہانیاں پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ یہ نسبتاً بڑے بچوں 12 سے 14 سال تک کے لیے موزوں ہوں گی۔

مزاحیہ تحریریں ادبیات اطفال میں خال خال ہی نظر آتی ہیں۔ محمد ادریس قریشی کی تحریر "چچا حیرت کا حلوہ "ہلکی پھلکی سی تحریر ہے۔ اسی طرح ڈراما بھی بہت کم شائع ہوا ہے جرم و سزا کے موضوع پر ڈاکٹر محمد شعیب خان کا ڈراما "سپوت "منشیات فروشوں کے طریقہء واردات کو واضح کرتا ہے۔

حصہ نظم کی بات کی جائے تو ادبیات اطفال میں کافی بڑی تعداد میں منظومات شائع کی جاتی ہیں کلاسک ادب میں حفیظ جالندھری، ابن انشا، میرا جی، علامہ محمد اقبال، چراغ حسن حسرت، ناصر کاظمی، غلام ھمدانی مصحفی، ظہیر کاشمیری، قیوم نظر، شبنم رومانی، شان الحق حقی اور قتیل شفائی شامل ہیں جبکہ موجودہ شعراء میں ضیاء الحسن ضیا، افق دہلوی، ناصر زیدی، جان کاشمیری، ادریس بابر، الطاف حسین، علی یاسر، فرخندہ شمیم راکب راجا، انور ندیم علوی، شہزاد شاہد، خلیل جبار، ابصار عبد العلی وغیرہ شامل ہیں۔ حفیظ جالندھری کی اس نظم کا ترنم اور قافیہ ایسا ہے کہ بچے پڑھنے میں لطف محسوس کرتے ہیں:

کوا

آگے پیچھے دائیں بائیں
کائیں کائیں ،کائیں کائیں
صبح سویرے نور کے تڑکے
منہ دھو کر ننھے لڑکے
اب کرنے دو کائیں کائیں
ہم کیوں اپنی جان کھپائیں(17)

"عقیدت" میں سے محمد حسین قادری کی حمد باری تعالی کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے :

حمد باری تعالی

ہر شے میں عیاں قدرت و عظمت ہے خدا کی
کونین کی وسعت میں حکومت ہے خدا کی
امت میں شہ دین کی شامل کیا ہم کو
ہم عاصیوں پر خاص عنایت ہے خدا کی
ہر مرحلہ دشوار ہے مشتاق کو آسان
اکرام محمد ہے، عنایت ہے خدا کی(18)

بچوں کے ادب میں سے مذکورہ تین رسائل کو نمائندہ کے طور پر لیا گیا یہ وہ رسائل ہیں جنہوں نے اپنی اشاعت سے بچوں کی تعلیم و تفریح کا خیال رکھا۔ ان رسائل کے مندرجات دیکھیں تو ہمدرد نونہال اولین رسائل میں سے ایک ہے جو رکے اور تھکے بغیر

اپنی اشاعت کو نہ صرف بر قرار رکھے ہوئے ہے بلکہ اس میں وقت کے بدلتے تقاضوں کے ساتھ خوشگوار تبدیلیاں بھی رونما ہوتی رہی ہیں رسالے کو بیک وقت دوزبانوں اردو اور انگریزی میں شائع کیا جاتا ہے موضوعات کو دیکھا جائے تو متنوع موضوعات رسالے کا حصہ بنتے ہیں البتہ سائنس فکشن کی کمی نظر آتی ہے جو موجودہ وقت کا تقاضا ہے۔ ہمدرد نونہال اپنی مختلف سرگرمیوں کے ذریعے بچوں سے ایک قلبی تعلق استوار کیے ہوئے ہے بچے ہر سرگرمی میں باقاعدہ شامل ہوتے ہیں۔ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمدرد نونہال کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ نیٹ پر ان کی باقاعدہ ویب سائٹ موجود ہے جہاں ابتدا سے لے کر (گو ابتدائی رسائل کی تعداد بہت کم ہے) 2019 تک کے کم و بیش تمام رسائل دستیاب ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں ماہنامہ ساتھی کی ویب سائٹ تو موجود ہے مگر رسائل ندارد۔

ماہنامہ ساتھی کا جائزہ لیا جائے تو اس کے قلم کاروں نے ویسے تو تقریبا تمام موضوعات پر قلم فرسائی کی ہے۔۔سائنس فکشن پر بھی مواد دستیاب ہے البتہ ماورائی تحریروں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔۔ماہنامہ ساتھی بھی بیک وقت دوزبانوں اردو اور سندھی میں شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ ساتھی کی خاص بات یہ ہے کہ یہ نئے اور پرانے دونوں طرح کے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ کچھ عرصے پہلے تک دعوۃ اکیڈمی اسلام اباد کے شعبہ بچوں کے ادب کے تحت تربیتی ورک شاپس کا انعقاد بھی ہوا کرتا تھا جو بدقسمتی سے اب موقوف ہو چکا ہے۔ ماہنامہ ساتھی کے خاص نمبر، سال نامے، ایوارڈ تقریبات اور مختلف ادبی پروگرام اس کی انفرادیت میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ادب اطفال کے معروف لکھاریوں کے انٹرویوز بھی رسالے میں شائع ہوتے ہیں جسے بچوں کی جانب سے پسندیدگی کی سند ملتی ہے کیونکہ وہ اپنی ان پسندیدہ شخصیات کے بارے میں جاننے کے خواہش مند ہوتے ہیں جو ان کے لیے کہانیاں اور نظمیں لکھتے ہیں۔

ادبیات اطفال باقی دونوں رسائل کے مقابلے میں ابھی بہت کم عمر ہے لیکن اس کی خاص بات حکومت کی زیر پرستی شائع کیا جانے والا پہلا جریدہ اور معروف لکھاریوں کی تحریریں ہیں۔ نیٹ پر اس کی بھی ویب سائٹ موجود ہے جہاں پر تمام رسائل دستیاب ہیں۔ موضوعات میں جاسوسی، مہماتی، تاریخی، ماورائی اور سائنس فکشن کہانیوں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔۔رسالے میں بچوں کے پسندیدہ لطائف ناپید اور مزاحیہ تحریریں بھی کم ہیں اس کے ساتھ ادارے کو جس چیز پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی وہ اسکیچز اور کامکس ہیں اس کے بنا بچوں کا ادب ادھورا ہے۔ امید ہے وقت کے ساتھ ساتھ یہ چیزیں بہتر ہوں گی۔ دیگر سرگرمیاں جو رسالے اور بچے کی جڑت کا کام کرتی ہیں فی الحال مفقود ہیں۔ غیر ملکی ادب کے تراجم اور دوسری زبانوں کی لوک کہانیاں کثرت سے شائع ہوتی ہیں دیکھا جائے تو تینوں رسائل اپنے اپنے طور پر ادب اطفال کی خدمت میں مصروف ہیں۔

چونکہ بچے ان کرداروں سے متاثر ہوتے ہیں جو کہانیوں اور نظموں میں موجود ہوتے ہیں اور ان کی نقل کرتے ہیں لہذا توجہ طلب امر یہ ہے کہ نیکی اور بدی کے درمیان واضح فرق دکھایا جائے تاکہ بچہ نیک کرداروں کو رول ماڈل کے طور پر سامنے رکھے اس

کے لیے غیر ضروری نصیحتوں کا پنڈورا باکس کھولنے کی ضرورت نہیں کہ جس سے اکتاہٹ جنم لے بلکہ انداز ایسا ہو کہ بچہ خود اس سے نتائج اخذ کرے اس کے ساتھ ساتھ فور سیز مہارتوں کو بھی سامنے رکھا جائے تا کہ بچوں میں وہ مہارتیں پیدا ہوں جو انہیں غیر متوقع صورتحال اور ناموزوں حالات میں بھی جینے کا ہنر سکھا سکیں۔۔

حوالہ جات

1. مشیر فاطمہ، بچوں کے ادب کی خصوصیات (علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، (ہند), 1962ء)، 203۔
2. طارق خان، محمد، پاکستان میں بچوں کے اردو رسائل، 1971 تا 2000, مقالہ برائے ایم فل اردو، مملوکہ: شعبہ اردو جامعہ کراچی، 2022ء، 47۔
3. احمد حاطب صدیقی (مدیر)، بچوں کے رسائل کا تجزیاتی مطالعہ (اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی)، 142۔
4. محمد سعید، حکیم، جاگو جگاؤ، (اداریہ) مشمولہ: ماہنامہ ہمدرد نونہال، کراچی، ماس پرنٹرز، جولائی 1980ء)، 4۔
5. خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب (دہلی: انجمن ترقی اردو، 1989ء)، 381۔
6. ہمدرد نونہال، ماہنامہ (کراچی: ہمدرد فاؤنڈیشن، اگست، 1956ء)، 11۔
7. ایضاً، جون 2011ء، 198۔
8. ایضاً، 85۔
9. ایضاً، جنوری 1970ء، 3۔
10. ساتھی، ماہنامہ (کراچی: ساتھی پبلی کیشنز، نومبر 2013ء)، 119ء
11. طارق خان، محمد، پاکستان میں بچوں کے اردو رسائل 1971 تا 2000، 181۔
12. دیکھیے ویب گاہ، ماہنامہ ساتھی
13. https://ur.wikipedia.org/wiki/
14. اسد اریب، ڈاکٹر، اپریل 1987، بچوں کے ادب کے مقاصد کیا ہونے چاہییں، مشمولہ: سیمینار بچوں کا اسلامی ادب میں پڑھے گئے مقالہ جات
15. ساتھی، ماہنامہ (کراچی: ساتھی پبلی کیشنز، نومبر 2018ء)، 86۔
16. ساتھی، ماہنامہ (کراچی: ساتھی پبلی کیشنز، جولائی 1992ء)، 51۔
17. ایضاً، 44۔
18. اکتوبر تا دسمبر 2017ء، 19۔
19. جولائی تا ستمبر 2018ء، 7۔

References in Roman Script

1. Mashir Fatima, Bachoon ky Adab ki Khasosyat (Aligarh: Anjman Urdu Traki-Hind) 1962), 203.
2. Tariq Khan, Muhammad, Pakistan Main Bachoo ky Urdu Rasail, 1971 to 2000, Dissertation for M. Phil Urdu, Mamluka: Department of Urdu, University of Karachi, 2022, 47.
3. Ahmad Hatib Siddiqui (editor), An Analytical Study of Children's Magazines (Islamabad: Dawat Academy, International Islamic University), 142.
4. Muhammad Saeed, Hakeem, Jago Jagao, Monthly Hamdard Naunihal (Kirach: Mass Printers, July 1980), 4.
5. Khushal Zaid, Dr. Urdu main Bachoon ka Adab (Dehli, Anjman Tarqi-e-Urdu, 1989), 381.
6. Hadard Naunihal, Monthly (Kirach: Hamdard Foundation, August 1956), 11.
7. Ibid, June 2011, 198.
8. Ibid, 85.
9. Ibid, January 1970, 3.
10. Saathi, Monthly (Karachi: Saathi Publications, November 2013), 119.
11. Tariq Khan, Muhammad, Children's Urdu Magazines in Pakistan 1971 to 2000, 181.
12. Web Site of Monthly Sathi.
13. https://ur.wikipedia.org/wiki/
14. Asad Areeb, Ph.D., April 1987, What Should Be the Aims of Children's Literature, in: Seminar Children's Papers in Islamic Literature
15. Saathi, Monthly (Karachi: Saathi Publications, November 2018), 86.
16. Saathi, Monthly (Karachi: Saathi Publications, July 1992), 51.
17. Ibid, 44.
18. October to December 2017, 19.
19. July to September 2018, 7.